علامہ راشد الخیری بحیثیت تاریخ و سیرت نگار

داؤد عثمانی ☆

علامہ راشد الخیری جنوری ۱۸۶۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور ۳ر فروری ۱۹۳۶ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ ان کے جدِّ امجد کا تعلق صحابیٔ رسول عکرمہ بن ابوجہل آل بنی عکرمہ سے تھا جن کے ایک فرزند عہدِ شاہجہان میں دہلی آ کر شہزادوں اور شہزادیوں کے معلم مقرر ہوئے۔ جہاں انھیں نسلاً بعد نسلاً خاندانِ شاہانِ مغلیہ کے استاد رہنے کا شرف حاصل رہا۔ اس کے علاوہ ان کے بزرگوں نے مدارس قائم کر کے تشنگانِ علم کو دینی تعلیم سے بھی سیراب کیا۔ علامہ راشد الخیری نے بھی اپنی پوری زندگی قلم کے ذریعے اصلاحِ معاشرت، حقوقِ نسواں، تربیتِ نسواں کا علم اٹھائے رکھا۔ علامہ کا طرزِ ادا اور اندازِ بیان اس قدر دردانگیز اور پرتاثیر تھا کہ علی عباس حسینی نے انھیں خواتین کا سرسید کہا۔ علامہ کی تخلیقات کی مقبولیت اور قبولیت کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سوائے چند ایک کتابوں کے ان کی تمام تصانیف کی ایک سے زائد اشاعتیں منظرِ عام پر آئیں۔ جن میں بعض تو تعلیمی نصاب میں بھی شامل رہیں اور یہ اعزاز اردو ادب میں بہت کم ادیبوں کو نصیب ہوا۔

علامہ راشد الخیری کثیر التصانیف مصنف تھے انھوں نے گیارہ اصلاحی و معاشرتی ناول لکھے۔ نو اسلامی تاریخی ناول تحریر کیے اور افسانوں کے سینتیس اور مضامین کے چوبیس مجموعے منظرِ عام پر آئے۔ تاریخ و سیرت پر چھ کتابیں شائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ دو شعری مجموعے اور ایک تالیف کردہ کتاب شائع ہوئی۔ علاوہ ازیں ان کی ادارت و نگرانی میں ماہنامہ ''عصمت''، ''تمدن''، ''بنات''، ''جوہرِ نسواں'' اور ہفتہ وار ''سہیلی'' بھی شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ علامہ موصوف کو تاریخ اور سیرت نگاری سے بھی خاص شغف تھا اور انھوں نے اس سمت میں بھی اپنے قلم کے جوہر خوب دکھائے ہیں۔ درج ذیل سطور میں علامہ خیری کی تاریخ و سیرت نگاری کا ایک مختصر جائزہ لیا گیا ہے جو یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ اگر تاریخ اور سیرت نگاری کو ہی اپنا موضوع بناتے تو ان کا شمار اردو کے نامور مورخین اور سیرت نگاروں میں ہوتا۔ تاہم انھوں نے جتنا بھی لکھا ہے ان میں تاریخ اور

☆ ڈاکٹر داؤد عثمانی، لیکچرار اردو، گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج، بلدیہ ٹاؤن، کراچی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیرت نگاری کے تقاضوں کو بڑی حد تک ملحوظ رکھا ہے۔

الزھرا ۔۱۹۰۹ء سے رسالہ عصمت میں سیدۃ النساء کے عنوان سے حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ کے حالات سال ڈیڑھ سال تک شائع ہوتے رہے لیکن عصمت وتمدن کی مصروفیت کے سبب نامکمل رہے۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں کتاب شروع کر کے ڈیڑھ ماہ میں ختم کردی۔ دوسرا ایڈیشن بھی اسی سال شائع ہوا۔ [۱] علامہ راشد الخیری نے یہ کتاب باوضو لکھی۔ شیعہ اور سنی دونوں مکاتب فکر میں بے حد مقبول ہوئی۔

علامہ راشد الخیری سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسلمان کچھ آج ہی کل نہیں تیسری صدی کے بعد سے حسن عقیدت کے ایسے چکر میں پڑے کہ آئمہ کا درجہ خلفاء سے، خلفاء کا پیغمبر سے، اور پیغمبر کا خدا سے بڑھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اصلی معاملات اور شاندار روایات جن سے یہ پاک زندگیاں لبریز تھیں، ختم ہوگئیں اور ان کے بدلے وہ جھوٹی روایات، خرافات، ہزلیات جن پر دوسرے مضحکہ اڑاتے ہیں۔ داخل ہوگئیں اور آج ان کے کارنامے محض ان فقیروں کے ذرائع معاش رہ گئے جو اندھیرے منہ گلیوں میں چیختے پھرتے ہیں۔ فریقین کے اختلاف نے اور بھی غضب ڈھایا، کہ مسئلہ متنازعہ کے ساتھ تمام محاسن پر پانی پھر گیا اور وہ شاندار زندگی جو سیدہ نے بسر کی اس وقت اندھیرے گھپ میں پڑی ہوئی ہے۔'' [۲]

مذکورہ کتاب کی ابتدا میں حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ کا مکمل شجرۂ نسب دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اگرچہ حضرت فاطمہؑ نے تمام عمر مصیبت اور افلاس میں بسر کی لیکن آپ نجیب الطرفین اور خوشحال خاندان کی بیٹی تھیں اور ان کی پرورش ماں کی زندگی تک اس طرح ہوئی جس طرح ایک اوسط درجے کی خاندانی لڑکی کی ہوسکتی ہے۔ کتاب کے عنوانات درج ذیل ہیں:

بی بی فاطمہؑ کا شجرۂ نسب، خاندانی حالت، رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں پر فوقیت، پیدائش، تربیت، مکہ مکرمہ سے روانگی، نکاح، وداع، بی بی فاطمہؑ کا سلیقہ، خانہ داری، ایثار، عبادت، خلق، خصائل، ام المومنین حضرت عائشہؓ اور فاطمۃ الزہراؑ کے تعلقات، بی بی فاطمہؑ کا علم، بچے، بچوں کی تربیت، رسول اللہ ﷺ کی رحلت، فراق پدری، منافقوں کی شرارت، فدک، فاطمۃ الزہراؑ کی رحلت، شہادت اہل بیت، فاطمۃ الزہراؑ کے پوتوں کی شہادت، نواسوں کی شہادت، لخت جگر کی شہادت، خانماں برباد قافلہ۔ مذکورہ عنوانات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علامہ راشد الخیری کی یہ کتاب حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے حالات زندگی کا مکمل احاطہ کرتی ہے اور اپنے موضوع پر ایک جامع ومستند کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

امت کی مائیں ۔علامہ راشد الخیری نے اس کتاب میں ازواج مطہرات حضرت بی بی خدیجہؓ، حضرت بی بی سودہؓ، حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ، حضرت بی بی حفصہؓ، حضرت بی بی ام سلمیٰؓ، حضرت بی بی زینبؓ، حضرت بی بی ام حبیبہؓ، حضرت بی بی جویریہؓ، حضرت بی بی صفیہؓ اور حضرت بی بی میمونہؓ کے مختصر حالات اور نبی کریم ﷺ کے نکاحوں پر اعتراضات کا مختصر مگر مدلل جواب دیا ہے۔

یہ کتاب ۱۹۱۷ء میں واحدی صاحب نے علامہ راشد الخیری سے لکھوائی تھی لیکن مسودہ کہیں کاغذات میں گم ہوگیا تھا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

منشی عبدالحمید صاحب مدیر ''مولوی'' نے جب مسودہ برآمد ہوا تو حقوق خرید کر ۱۹۲۵ء میں شائع کی۔[۳] کتاب کی ابتدا میں 'عرب جاہلیت کے زمانہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش' کے عنوان سے اہل عرب کی معیشت و معاشرت، ان کے طرز زندگی، عقائد باطلہ، عورتوں کی حالت اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

''ہم نے عرب کے ابتدائی حالات لکھ کر یہ بتایا ہے کہ اس وقت کی جو حالت اہل عرب کی تھی اور روحانیت سے جس قدر دور لوگ زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ یقیناً اس کی محتاج تھی کہ ان کی طرف خدا کا ایک پیغام بر بھیجا جاتا جو ان کی اس خرابی اور مصیبت سے یکا یک بھلائی اور راحت کی طرف بلاتا۔''[۴]

تعدد ازدواج پر معترضین کے اعتراضات کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

''اسلام نے کثرت ازواج کی اجازت دے کر ایجاب وقبول کو لازمی قرار دے دیا ہے۔ جب تک دونوں رضامند نہ ہوں نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر اسلام کا یہ فیصلہ فطرت کے خلاف تھا تو وہ شخص جس کی ایک بیوی موجود ہے یقیناً دوسرے نکاحوں میں کامیاب نہ ہوتا اور اس کو خواہ وہ کتنا ہی امیر اور معزز کیوں نہ ہوتا۔ بیٹی مل ہی نہ سکتی تھی۔ لیکن یہ کامیابی ہی اس کا ثبوت ہے کہ اجازت اسلامی کس حد تک قانون فطرت کے موافق ہے۔ اسلام کا یہ فیصلہ نامناسب ہوتا تو بیویوں والے خاوند بیٹھے ہی رہتے اور نکاح نہ کرسکتے لیکن جب صورت واقعہ یہ آکر ٹھہری کہ ہر گھر میں کوارکوٹ چنے ہوئے ہیں۔ لڑکیوں کا ڈھیر لگ رہا ہے۔ جوانیاں ڈھل چکیں اور کسی نے جھوٹ موٹ ہی آکر نہ پوچھا۔ اگر کثرت ازدواج کی اجازت نہ ہوتی تو مسلمانوں کا بھی وہی حشر ہوتا جو آج معترضین کا ہے۔''[۵]

نوبت پنج روزہ ۔علامہ راشد الخیری کا یہ ناول تاریخ ہند سے متعلق ہے۔ جس کی پہلی اشاعت نومبر ۱۹۲۸ء میں ہوئی، رازق الخیری اس اشاعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حضرت والد مغفور نے یہ کتاب اگست ۱۹۲۴ء میں بمقام گنگا پورسٹی شروع کی تھی اور پہلی نوبت وہیں لکھ لی تھی۔ دوسری نوبت دہلی میں لکھ رہے تھے کہ نومبر ۱۹۲۴ء میں ان کی بہو مشہور ادیبہ خاتون اکرم کا انتقال ہوگیا۔ پھر مدرسہ کی مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئیں اور تین سال تک دوسری نوبت ختم کرنے کی نوبت نہ آئی۔ ۱۹۲۸ء میں جب میں نے بہت اصرار کیا تو دو تین ماہ میں کتاب پوری کردی۔ آخری نوبت حضرت مصنف مرحوم نے اپنے بعض احباب کو سنائی تھی جو ایک سطر پر سر دھنتے اور روتے رہے۔ دو ایک صاحبوں نے مصنف کو یہ مشورہ دیا کہ کتاب بے انتہا جوش میں لکھی گئی ہے کہیں حکومت ضبط نہ کرلے، مجھے اتنا خیال ہے کہ حضرت والد مغفور نے آخری نوبت میں سے فقرے کے فقرے نکال دیے اور سطریں کی سطریں بدل دی تھیں۔ اگر آخری نوبت بغیر ترمیم کیے اسی طرح شائع ہوجاتی تو ہندوستان میں اسلامی حکومت کے مٹنے اور مشرقی تہذیب کے اجڑنے پر قیامت کا مرثیہ ہوتا۔''[۶]

مذکورہ کتاب میں خاندان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کی پانچ نوبتیں حد درجہ دردانگیز پیرایہ میں لکھی ہیں۔ یہ داستان ہی بذات خود کیا کچھ کم دردانگیز ہے اس پر مصور غم کا قلم۔ اس میں غدر دہلی کا حال لکھا ہے اور بتایا ہے کہ شاہی خاندان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے علاوہ اہل شہر پر کیسی مصیبت نازل ہوئی اور انگریزوں کی سکھ فوج نے فتح کے بعد کس طرح سکھا شاہی قائم کی اور کس بیدردی و جفاکاری کے ساتھ مسلمانوں اور خصوصاً مسلم نوجوانوں کو تہ تیغ کیا اور پردہ نشین خواتین کی بے حرمتی کی۔ نوبت بہ روزہ کا ہر باب دردناک ہے۔ اس حزن وملال، رنج وغم اور حسرت ویاس سے لبریز ناول کا نمونہ بہادر شاہ ظفر کی زبان سے سنیے:

''میں وہ شخص ہوں جس کی بدنصیبی پر تقدیر بھی رونے کا حق رکھتی ہے۔ اس لیے زندگی کا کوئی لمحہ اطمینان سے نہ گزرا۔ جوانی اور بڑھاپا دونوں دکھ پیٹتے پیٹتے اور رنج سہتے سہتے بسر ہوئے۔ چند روز باقی ہیں وہ بھی نہ معلوم کیا کیا دکھائیں گے۔ جن آنکھوں کی ایک گردش دنیا کو مالا مال کرتی وہ عمر بھر روئیں اور اتنا روئیں کہ آنسو خشک ہو گئے۔ جو ہاتھ امور سلطنت کو ایک اشارہ میں زیروزبر کر دیتے انھوں نے جوان جوان بیٹوں کے جنازے ڈھوئے اور اتنے ڈھوئے کہ اب سکت باقی نہ رہا اور خاندان شاہی کی ناموس میری آنکھوں کے سامنے تباہ وہ برباد ہوئی۔ مجھ پر اور میرے بچوں پر کڑاکے کے فاقے گزرے۔ کلیجے کے ٹکڑے میرے سامنے خون میں نہائے۔ اگر اس کے بعد میں کسی سزا کا مستحق ہوں تو خدا کی مرضی مقدم ہے اور میں اس کے واسطے تیار ہوں۔'' ۷

مذکورہ ناول میں متعدد مقامات پر اس قدر دردناک پیرایہ بیان ہے کہ بے اختیار خون کے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ کتاب میں بہادر شاہ ظفر کے شاہی خطوط کا عکس بھی دیا گیا ہے اور آخر میں بادشاہ کے کچھ اردو اور فارسی اشعار بھی شامل کتاب ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

مزہ آیا جو تھا کچھ دل کو قاتل زخم کھانے میں
نمک پاشی سے حاصل اور بھی لذت لگی ہونے ۸

وداع خاتون ۔ علامہ راشد الخیری نے اپنی بہو محترمہ خاتون اکرم کی جواں مرگی پر ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء میں مضامین تحریر فرمائے تھے: مہمان دلہن، تعزیت نامہ، آپ بیتی۔ یہ مجموعہ وداع خاتون کے نام سے پہلی بار ۱۹۲۹ء میں چھپا اور تیسری بار ۱۹۳۳ء میں منظر عام پر آیا۔ ۹

علامہ کے یہ مضامین بہت دردناک ہیں اور بہو بننے والی اور بہو بن چکنے والی لڑکیوں کے لیے بے حد سبق آموز ہیں۔ ان مضامین کا ایک ایک حرف درد میں ڈوبا ہوا ہے کیوں کہ یہ آپ بیتی ہے۔ ضیاء الدین احمد برنی اس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مولانا کو اپنی بہو خاتون اکرم کی موت سے بے انتہا صدمہ ہوا تھا ان کے متعلق نثر میں جو مرثیہ مولانا نے لکھا ہے وہ سنگ دل سے سنگ دل انسان کو بھی رلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب یہ مضمون مولانا نے خود اپنے چند احباب کے سامنے جن میں مولوی عبدالماجد دریابادی، خواجہ حسن نظامی، پروفیسر سید سجاد، مولانا عارف ہسوی اور ملا واحدی وغیرہ تھے، پڑھا تھا اور قریب قریب سب ہی رنج والم میں ڈوب کر نمناک ہو گئے تھے۔'' ۱۰

وداع خاتون کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''کون جانتا تھا جس کا پہلا پھول زینت عروس تھا اس کا آخری پھول آرائش قبر ہوگا! جس کے پہلے پھول نے دلہن بنایا اسی کو آخری پھول قبر میں دیکھے گا۔ انسانی پودا بھی قبر بسانے کو دلہن بن رہا ہے، جس کے ساتھ ارمانوں کا ڈھیر ہوگا۔'' ۱۱

آمنہ کا لال ۔ علامہ راشد الخیری کی یہ کتاب مولود ناموں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جو پہلی بار ۱۹۳۰ء میں اور بارھویں مرتبہ ۱۹۴۶ء میں عصمت بک ڈپو، دہلی سے شائع ہوئی۔ یہ مروجہ میلاد ناموں سے بہت کچھ مختلف ہے۔ چناں چہ وہ خود لکھتے ہیں:

''مولود شریف کی سینکڑوں کتابیں شائع ہوچکیں مگر میری رائے میں مسلمان لڑکیوں کے واسطے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو رطب و یابس سے بالکل پاک ہو اور نہ صرف ان ہی کو مطمئن کر سکے بلکہ وہ اپنی مجلسوں میں غیر مسلموں کے سامنے بھی اپنے رسول ﷺ کو پیش کر سکیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ تمام کتاب میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے یقین میں قیاس تامل کر سکے اور یہ ہی حقیقت بھی ہے۔'' ۱۲

مذکورہ کتاب میں علامہ راشد الخیری نے بڑی حد تک وہ تمام باتیں جو ذکر ولادت سے تعلق رکھتی ہیں بیان کی ہیں۔ البتہ معراج اور لڑائیوں کے حالات ذکر نہیں کیے ہیں۔ علامہ کے اس کتاب کے لکھنے کا بڑا مقصد یہی تھا کہ مسلمان لڑکیوں کو عید میلاد اور مجالس میلاد کے صحیح حالات معلوم ہوسکیں اور ڈنکے کی چوٹ پر وہ واقعات بیان کر سکیں جو سامع کے دل پر پورا پورا اثر کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ کی یہ کوشش بھی رہی ہے کہ خود پڑھنے والے کا دل ان مبارک قدموں پر فدا ہونے کا آرزومند ہو اور اس کو معلوم ہو سکے کہ جن کی پیدائش کا وہ ذکر کر رہا ہے حقیقتاً ان کا درجہ انسانوں میں کیا تھا۔ اس کتاب میں علامہ نے موقع محل کی مناسب سے اپنے جذبات کا اظہار اشعار کی صورت میں بھی کیا ہے۔ جس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

''میں شاعر نہیں ہوں مگر میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں ایک مصرعہ بھی کسی دوسرے کا شامل نہ ہو۔ اس لیے یہ غلط سلط اور ٹوٹے پھوٹے اشعار محض میرے جذبات ہیں جن کو شاعری سے کوئی تعلق نہیں۔'' ۱۳

اس کتاب میں پیدائش رسول کریم ﷺ سے لے کر ہجرت تک کے واقعات اس طریقے سے لکھے گئے ہیں کہ ہر واقعہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور اخلاق نبوی ﷺ کی عظمت دل میں راسخ ہو جاتی ہے۔ کتاب کے آخر میں عشق محمدی ﷺ اور رسول خدا کی تعریف ان لوگوں سے کروائی ہے جو برائیاں تلاش کرنے کی فکر میں سرگرداں رہتے تھے اور بتایا ہے کہ آپ ﷺ کے اچھے اور پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے سب آپ کو ایام جہالت میں عزیز رکھتے تھے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے امین کا لقب حاصل کر لیا تھا۔ علامہ نے ہر واقعہ کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک بے وارث عورت بچے کو ساتھ لیے حبشہ کی سڑک پر بھوکی پیاسی چلی جارہی ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل کی آہیں زبان تک پہنچ کر خاموش ہو جاتی ہیں۔ کلیجہ کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں اور فراق شوہر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی اٹل مصیبت قدم قدم پر پہاڑ بن رہی ہے۔ چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتی ہے کہ شاید بچھڑی ہوئی صورت دکھائی دے جائے۔ ٹوٹے ہوئے دل کی تسکین ہو اور بھولی ہوئی آنکھیں چھوٹے ہوئے شوہر کے دیدار سے منور ہو جائیں۔ حسرت و یاس سے حبشہ کو الوداع کہا اور شوہر کی لاش کو دور ہی سے خدا حافظ کہہ کر آگے بڑھی۔" ۱۴

غرضیکہ اس طرح ہر موقع پر کامیاب منظر کشی کی ہے۔ میلاد کی مروجہ کتابوں کی طرح کتاب کے آخر میں دعا نہیں مانگی گئی ہے بلکہ کتاب کے اندر دلی دعائیں اس وقت مانگی گئی ہیں جب کہ خلیل اللہ کی دعا قبول ہو کر عالم وجود میں آنے کو ہے۔ ایسا کرنے سے ایک خوبصورتی پیدا ہو گئی ہے جو کہ ذوق سلیم کی محتاج ہے۔

سیدہ کا لال ۔ علامہ راشد الخیری نے اس کتاب میں عبد مناف کے عہد سے لے کر شہادت امام حسینؓ تک کے تمام واقعات بیان کیے ہیں۔ نیز شہادت کے بعد کے مختصر حالات اور قاتلان امام کے انجام پر بھی بحث کی ہے اور کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں لکھا ہے جس کے تسلیم کرنے میں عقل سلیم کو تامل ہو۔ اس کی پہلی اشاعت جولائی ۱۹۳۱ء کی ہے اور ۱۹۷۹ء تک اس کی بیس اشاعتیں منظر عام پر آئیں۔

علامہ راشد الخیری آغاز کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

"مسلمانوں کا وہ فریق جو سانحۂ کربلا کو معمولی جنگ بتا کر غلامان زہرا کے زخموں پر نمک چھڑک رہا ہے حقیقتاً انصاف سے محروم اور ایمان سے بے بہرہ ہے اور مجھے باوجود اس یقین کے کہ حقیقی فیصلہ کے واسطے یوم الحق ہے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ مظالم کربلا کو نظر انداز کرنے والے مسلمان پیغمبر عرب کی امت نہیں ہو سکتے۔" ۱۵

علامہ راشد الخیری نے سیدہ کا لال میں جذبات انسانی کی سچی مصوری کی ہے۔ غور فرمایئے کہ کس درد بھرے الفاظ میں ایک معصوم بچی سے اس کی ماں کی جدائی کے بعد اس کے درد و غم کی تصویر کھینچی ہے کہ پڑھنے والوں کو خون کے آنسو رلائے:

"طلوع آفتاب کو دوپہر سے زیادہ گزر چکے، جنازہ کو گئے چار پانچ گھنٹے ہو گئے۔ اظم اپنے گھر گئی، فاطمہ بنت اسد، فاطمہ بنت زبیر بھی چلی گئیں، اب گھر میں ایک معصوم بچی کے سوا کوئی نہیں۔ کتنا نازک وقت اور درد انگیز سماں ہے کہ پانچ سال کی ایک معصوم بچی جو ابھی موت و زندگی کو نہیں سمجھ سکتی ماں کو چاروں طرف ڈھونڈتی پھر رہی ہے، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہے، کونے کونے جاتی ہے، چپے چپے پوچھتی ہے بچھونے اٹھا کر دیکھتی ہے اور مایوس ایک کونے میں خاموش ہو بیٹھتی ہے۔ اس کو تسکین دینے والے گھر کے در و دیوار ہیں اور سینے سے لگانیوالے والے ہوا کے جھونکے، بیکسی و تنہائی کے عالم میں ننھا سا دل ڈرتا ہے کھڑی ہوتی ہے اور گر پڑتی ہے۔" ۱۶

مندرجہ بالا مختصر جائزہ یہ ثابت کرتا ہے کہ علامہ راشد الخیری کو قرآن کریم، تفاسیر، احادیث اور اسلامی تاریخ سے خاص شغف تھا۔ اس لیے ان کی خواہش تھی کہ لوگ اسلام سے صحیح معنوں میں واقف ہوں۔ راشد الخیری نے نبی کریم ﷺ، ازواج مطہرات، حضرت امام حسینؓ، بی بی فاطمۃ الزہراؓ، خلفائے راشدین اور اسلامی تاریخ کی دیگر اہم شخصیات کے حالات کچھ اس طرح اپنے مخصوص طرز میں تحریر فرمائے ہیں کہ ان کو پڑھ کر اسلام کی پوری عظمت ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ اسلام کی برگزیدہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com